قصیدہ در مدح حضرت امام حسن عسکریؑ

امتیاز الشعراء مولانا سید محمد جعفر قدسیؔ جائسی

لو ختم کہانی ہے طولِ شبِ فرقت کی
پیغامِ قضا لائی اُفتاد طبیعت کی

پہلو میں جو آ بیٹھو اس دل کو جو دل سمجھو
تم کو بھی میں دکھلا دوں تصویر محبت کی

دل سے جو ہوئیں باتیں کس طرح کہوں آخر
پُر درد کہانی ہے بیتابی فرقت کی

خنجر سے کچھے ابرو بل کھائی ہوئی زلفیں
انداز بلا کے ہیں نظریں ہیں قیامت کی

اک حُسن مجسّم ہے اک عشق سراپا ہے
ان کی مری تصویریں کاشف ہیں حقیقت کی

پھر دردِ جدائی نے عاشق کو ستایا ہے
پھر زیست ہے خطرے میں بیمار محبت کی

پتھرائی ہوئی آنکھیں کہتی ہیں خموشی سے
نکلی نہ کوئی حسرت مشتاق زیارت کی

تنگ آیا ہوں جینے سے اور موت کا طالب ہوں
حد پہنچی الٰہی یہ طولِ شبِ فرقت کی

ہاں ہاں یہ خطا ہے تو حاضر ہے دلِ شیدا
جو چاہے سزا دے لو کی تم سے محبت کی

دیکھو مری تربت کا خاموش تماشا بھی
حسرت کا مرقع ہے تصویر ہے عبرت کی

اُمید نہ بَر آئی نِکلا نہ کوئی ارماں
دنیا سے بصد حسرت ناشاد نے رحلت کی

آئے بھی تو کب آئے جب دم نہ رہا دم میں
تاعمر رہی خواہش آنکھوں کو زیارت کی

اب دل کا جلو خانہ ہے آئنہ ساں روشن
شاید کہ ضیا آئی نور رُخِ حضرت کی

نورِ رُخِ سرور کی اللہ ری دل افروزی
اب روشنی آئی ہے آنکھوں میں بصیرت کی

یہ خاصۂ ربّانی یہ کلمۂ رحمانی
یہ محرمِ سبحانی یہ شمع امامت کی

فارق حق و باطل کا معبود صفت بندہ
نور نظر طٰہٰ ضو شمس حقیقت کی

مصباح رہِ ایماں مفتاح درِ عرفاں
مولائے جن و انساں میزان عدالت کی

یہ سرور عالم ہے یہ سیّدِ اکرم ہے
یہ مفخر آدمؑ ہے یہ جان ہے صفوت کی

نِکھری ہوئی جنت ہے آراستہ حوریں ہیں
عید آئی ہے عید آئی، ہے دھوم مسرّت کی

احمدؐ کے گھرانے کا اک راہ نما آیا
بَر آئیں تمنّائیں اربابِ طریقت کی

منظور ہوئی زینت جب محفل وحدت کی
تا عرش بریں پہنچی لو شمع امامت کی

واضح نظر آئے گی وحدت بھی نبوت بھی — آئینۂ دل میں رکھ تصویر امامت کی
میں ظلمتِ عصیاں میں محصور سراپا تھا — معلوم نہیں کس نے پھر آ کے شفاعت کی
کافور ہوئی ظلمت عالم ہوا نورانی — تا شام ابد پہونچی ضو مہر امامت کی
قرآں کی معیّت کا سہرا ہے اسی کے سر — قدرت کی نگاہوں میں یہ شان ہے عصمت کی
اپنی صفتوں کا بھی مظہر اسے فرمایا — اللہ نے عزت کی اس صاحب عزت کی
انوار ہدایت سے ہیں چرخ و زمیں روشن — کونین میں فرمائی تبلیغ رسالت کی
وہ صلب پدر کی ہو یا رحم ہو مادر کا — تھیں منزلیں نورانی خورشیدِ امامت کی
ہے نام حسنؑ اس کا ہمشانِ حسنؑ یہ ہے — موجود ہے اس میں بھی خو شاہِ رسالت کی
ظاہر میں تو دو لیکن ہیں ایک حقیقت میں — دربار نبوت کا سرکار امامت کی
اب چاہئے کیا ساماں اے بے سرو سامانی — ہے ساتھ مسافر کے اُمید شفاعت کی
اب مدحت حاضر میں پڑھتا ہوں میں وہ مطلع — جس سے متجلّی ہے تنویر حقیقت کی
زیبا ہے ترے سر پر دستار فضیلت کی — ہر پیچ ہے اک منزل قرآنِ ہدایت کی
گل ہیں تری مدحت کے قرآن کے دامن میں — جس پھول کو بھی دیکھو تصویر ہے جنت کی
انوارِ عبادت سے پُر نور ترا حجرہ — ہر جلوے سے آئینہ تنویر حقیقت کی
افراطِ ریاضت سے جانکاہ تری راتیں — حق کوش تری باتیں تو جان صداقت کی
کچھ دیر سے پہلو میں ٹھہرا ہے دلِ مضطر — آنکھوں کو ملی دولت کیا تیری زیارت کی
موزوں ترے قامت پر کس طرح نہ پھر ہوتی — بخشی یدِ قدرت نے تشریف امامت کی
ہو نام ترا لب پر اور یاد تری دل میں — رکھیں یہ حدیں ہم نے دنیائے محبت کی
حد کوئی نہیں ملتی مولا تری عظمت کی — تو علّت غائی ہے کونین کی خلقت کی
تو درد رسیدوں سے کیوں رکھّے نہ ہمدردی — واقع ہے کچھ ایسی ہی اُفتاد طبیعت کی
اللہ گنہ میرے اور دامنِ رحمت میں — محشر میں نظر آئی برکت تری اُلفت کی
سب تجھ کو نہ کیوں سمجھیں آئینۂ شانِ حق — کونین کی سلطانی خالق نے عنایت کی
اکرام ترا واجب تعظیم تری لازم — اللہ و پیمبرؐ نے اکثر تری مدحت کی
اللہ و پیمبرؐ کے ممدوح کی مدّاحی — سرمایۂ نازش ہے معراج ہے قسمت کی
شکریۂ ربّانی کیوں کر ہو ادا قدسیؔ — بخشی مجھے مدّاحی مولائے شریعت کی
رحمت نہ اگر ہوتی آمادۂ بخشایش — ہوتی نہ صفت مجھ سے دلبندِ رسالتؐ کی